

تفسیر القرآن

# اولیاء کرام کا تقویٰ



## اولیاء کرام کا تقویٰ

مفتی ابوصالح محمد قاسم عطاری\*

پرہیز گار بنو تو یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ (پ4، ال عمران: 186) **2** صاحب تقویٰ کو حفاظت الہی نصیب ہوتی ہے، فرمایا: اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کا مکرو فریب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ (پ4، ال عمران: 120) **3** اللہ عَزَّوَجَلَّ مفتی لوگوں کی مدد فرماتا ہے اور انہیں اپنی معیت و قرب سے سرفراز فرماتا ہے: اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ (پ10، التوبہ: 36) **4** مفتی کو تکلیفوں سے نجات اور حلال رزق نصیب ہوتا ہے۔ فرمان الہی ہے: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ (پ28، الطلاق: 3:2) **5** اُس کے اعمال سنوارے جاتے ہیں، فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو اللہ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا۔ (پ22، الاحزاب: 70:71) **6** تقویٰ اپنانے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ارشادِ عالی ہے: اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (پ22، الاحزاب: 71) **7** مفتی خدا کا محبوب بن جاتا ہے، فرمایا: بیشک اللہ پرہیز گاروں سے محبت فرماتا ہے۔ (پ10، التوبہ: 7) **8** مفتی کے نیک اعمال مقبول ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے: اللہ صرف ڈرنے والوں سے قبول فرماتا ہے۔ (پ6، المائدہ: 27) **9** اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قرب و مرتبہ کا معیار تقویٰ ہے جیسا کہ فرمایا: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (پ26، الحجرات: 13) **10** مفتی کے لئے دنیا و آخرت میں خوش خبری ہے، فرمایا: وہ جو ایمان لائے اور

﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۰﴾  
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاٰتَوْا يَتَّقُوْنَ ۝۱۱﴾

ترجمہ: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔

(پ11، یونس: 62:63)

فرمایا گیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں پر بروز قیامت نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور یہ وہ حضرات ہیں جو ایمان و تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام کا ذکر کرنے میں یہ بھی مقصود ہے کہ ان مقررین بارگاہ الہ (اللہ پاک کی بارگاہ میں خاص مقام رکھنے والوں) کی عظمت و شان کی معرفت نصیب ہو اور ان کے فیوض و برکات کے حصول کی طلب پیدا ہو نیز یہ مطلوب ہے کہ ان کی سیرت و صفات کا علم حاصل ہوتا کہ لوگ ان کی راہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ یہاں اولیاء کرام کی نمایاں ترین اور بنیادی صفت ”تقویٰ“ کے متعلق کچھ تفصیل پیش خدمت ہے۔ اس کا زیادہ تر استفادہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ”منہاج العابدین“ سے کیا گیا ہے۔ تقویٰ ایک نادر خزانہ ہے کہ دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں جمع کر کے صرف اس ایک خصلت کے تحت رکھ دی گئی ہیں۔ تقویٰ کے فضائل قرآن و حدیث میں بکثرت بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں ان میں سے بارہ بیان کئے جاتے ہیں:

**1** اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی یہ شان بیان فرمائی کہ یہ بڑی ہمت والا کام ہے، چنانچہ فرمایا: اور اگر تم صبر کرتے رہو اور

ڈرتے رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ (پ: 11، یونس: 63، 64) **11** اہل تقویٰ کو اللہ کریم جہنم سے محفوظ رکھے گا، فرمایا: پھر ہم ڈرنے والوں کو بچالیں گے۔ (پ: 16، مریم: 72) **12** اہل تقویٰ کو جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا نصیب ہوتا ہے، فرمایا: وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (پ: 4، آل عمران: 133)

درجے ہیں کہ کفر و شرک ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخلے کا سبب ہیں اور اس سے بڑھ کر ہلاکت و ضرر (نقصان) کیا ہوگا، یونہی کبیرہ گناہ جہنم میں داخلے کا سبب ہیں اور صغیرہ گناہوں میں بھی آخرت کا نقصان ہے لہذا اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ان تین چیزوں سے بچنا حصول تقویٰ کے لئے ضروری ہے لیکن اس کے علاوہ مشکوک و مشتبہ چیز ترک کر دینا بھی تقویٰ کا اہم درجہ ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا: اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو شک و شبہ سے خالی ہے۔ (ترمذی، 232/4 حدیث: 2526) نیز فرمایا: جس نے شک و شبہ والی چیزوں سے خود کو بچالیا اس نے اپنے دین و عزت کو بچالیا۔ (بخاری، 33/1، حدیث: 52) ان تمام درجات تقویٰ کے بعد ایک اور اعلیٰ درجہ ہے اور وہ یہ کہ حلال میں بھی صرف ضرورت کی حد تک استعمال کرے اور ضرورت سے زائد حلال چھوڑ دے۔ یہ بھی تقویٰ ہے کیونکہ ضرورت سے زائد حلال میں مشغول و منہمک ہونا بندے کو حرام کی جانب لے جاتا اور گناہوں پر ابھارتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”بندہ اس وقت تک متیقن کے مرتبے تک نہیں پہنچتا جب تک یہ نہ ہو کہ ناجائز میں پڑنے کے خوف سے جائز کو بھی چھوڑ دے۔“ (ترمذی، 205/4، حدیث: 2459) یعنی حرام میں مبتلا ہو جانے کے خوف سے زائد از ضرورت حلال کو بھی چھوڑ دے۔

**تقویٰ کا شرعی حکم** گناہ سے بچنے والی صورت میں تقویٰ فرض ہے اور اسے چھوڑنے والا عذابِ نار کا مستحق ہو گا جبکہ دوسری صورت میں تقویٰ بھلائی و ادب ہے اور اسے چھوڑنے کی وجہ سے روزِ قیامت روکا جائے گا، حساب ہو گا اور سزائش و ملامت کی جائے گی۔ لہذا جب بندہ اوپر بیان کردہ ہر قسم کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو وہ کامل متقی کہلاتا ہے اور یہیں سے درجہ ولایت کی ابتدا ہوتی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ تقویٰ کیسے حاصل کیا جائے؟ تو اسے اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

**خوبصورت استدلال** ایک بزرگ نے قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے تقویٰ کی عظمت بہت خوبصورت انداز میں بیان فرمائی، چنانچہ بزرگ سے عرض کی گئی کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: میں تمہیں وہ نصیحت کرتا ہوں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام اگلوں پچھلوں کو فرمائی ہے، وہ ارشاد فرماتا ہے: بیشک ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمہیں بھی تاکید فرمادی ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ (پ: 5، النساء: 131) یعنی آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کو اور اس امت کو تاکید فرمائی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا تقویٰ اختیار کرو۔

**تقویٰ کی حقیقت** تقویٰ کے اتنے فضائل پڑھنے کے بعد دل میں شوق پیدا ہوتا ہے کہ تقویٰ کیا چیز ہے؟ اور ہم اسے کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ لفظ ”تقویٰ“ قرآن مجید میں خوف و خشیت، اطاعت و عبادت اور دل کو گناہوں سے بچانے کے معنی میں بیان ہوا ہے اور ان میں تیسرا معنی اس کا حقیقی معنی ہے کیونکہ عربی لغت میں تقویٰ کا معنی تکلیف سے بچانا اور حفاظت کرنا ہے اور چونکہ تقویٰ گناہوں سے حفاظت و بچت کا ذریعہ ہے اس لئے اسے تقویٰ کہتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنا مختار معنی یوں بیان فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں: تقویٰ ہر اُس چیز سے بچنے کو کہتے ہیں جس سے تمہیں اپنے دین میں نقصان کا ڈر ہو۔

**تقویٰ کی اقسام** تقویٰ کے معنی سے یہ واضح ہوا کہ شرک، بدعت اور کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے بچنا تقویٰ کے بڑے بنیادی